

پیغمبر اعظم کی سیرت طیبہ اور وحدت

<"xml encoding="UTF-8?">



پیغمبر اعظم کی سیرت طیبہ اور وحدت
فدا حسین حلیمی (بلتستانی)
پیشکش: امام حسین فاؤنڈیشن

آنحضرت (صلعم) کی سیرت طیبہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں تمام کلمہ گو مسلمانوں کے لئے اسوہ حسنہ اور واجب الاتباع ہے

اہل سنت بھائیوں کے منابع سے پیغمبر اعظم کی سیرت طیبہ اور وحدت

یہاں ہم اختصار کی بنا پر صرف رسول اکرم کی سیرت طیبہ سے وحدت کے چند نمونے پیش کرتے ہیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ انہوں نے وحدت کی راہ میں کیا کیا قربانیاں دی ہیں اور ہم جو ان کے نقش قدم پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں ؛ وحدت کی راہ میں کیا قدم اٹھائے ہیں ۔

آنحضرت کی سیرت طیبہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں تمام کلمہ گو مسلمانوں کے لئے اسوہ حسنہ اور واجب الاتباع ہے۔ اگر آپ ان کی الہی سیرت اٹھا کر دیکھیں تو ان کی زندگی کے ہر قدم پر وحدت کے سینکڑوں نمونے نظر آتے ہیں جو نہ صرف ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے بلکہ تمام بشریت کے لئے تا قیام قیامت نمونہ عمل ہے۔ آپ کی پاک سیرت میں وحدت واتحاد کے ایسے انمول نمونے پائے جاتے ہیں جس کی مثال سابقہ امتوں میں نہیں ملتی۔

حد یہ ہے کہ آپ ے مدینہ تشریف لانے کے فوراً بعد چند اہم اور بنیادی اقدامات انجام دے، ان میں سے ایک قدم مختلف گروہوں ، امتوں اور قوموں کے درمیان وحدت اور اتحاد و اتفاق ایجاد کرنا تھا جو اپنی جگہ بے سابقہ ہے ہم یہاں چند نمونے ذکر کرتے ہیں ۔

۱۔ امت واحدہ کی تشکیل میں تاریخی دستاویز

اسلام کا نورانی پیام مدینہ آنے کے بعد اس شہر میں مختلف مکاتب سے وابستہ لوگ بسنے لگے تھے ۔ نو مسلموں کے ساتھ ساتھ یہودی بھی چند قوموں کی شکل میں رہتے تھے ۔ بت پرست اور مشرک اقوام بھی آباد

تھیں۔ جب سرور کائنات مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہ احساس کیا کہ اس شہر کی اجتماعی زندگی ٹھیک نہیں ہے، نا منظم ہے اور ہر گروہ دوسرے گروہ کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے، مختلف قبیلوں کے درمیان سخت قسم کے اختلافات اور تنازعے پائے جاتے ہیں؛ سب سے بڑے دو قبیلے اوس و خزرج کے درمیان دیرینہ خونی دشمنی پائی جاتی ہے اور وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں؛ اب اس حالت میں ہر لمحہ ممکن تھا کہ کوئی نا گوار واقعہ پیش آئے۔

چنانچہ پیغمبر اکرم ے مدینہ میں رہنے والے تمام گروہوں کے درمیان باہمی تعاون اور یکجہتی کی وہ عظیم دستاویز پیش کی جو بعد میں اسلام کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی دستاویز کہلائی؛ اور مورخین کے مطابق یہ قرارداد آپ نے اپنے پہلے خطبے کے فوراً بعد پاس کی۔

رسالت مآب نے اس قرار داد میں مدینہ شہر میں رہنے والے مختلف گروہوں کے حقوق معین کئے اور یہ قرارداد مسالمت آمیز زندگی گزارنے اور ہر طرح کے ہنگامے اور اختلافات کے جنم لینے اور ان کے درمیان نظم و عدالت کو برقرار رکھنے کی ضامن بنی۔ اس تاریخی قرارداد کے چند اہم نکات یہ تھے :

- (1) مسلمان اور یہود ایک امت ہیں
 - (2) مسلمان اور یہود اپنے دین کی پیروی میں آزاد ہیں
 - (3) اس عہد نامہ پر دستخط کرنے والوں کی ذمہ داری ہے کہ سب مل کر شہر مدینہ کا دفاع کریں
 - (4) مدینہ ایک مقدس شہر ہے جس میں ہر طرح کا خون خرابہ حرام ہو گا
 - (5) اس عہد نامہ پر دستخط کرنے والوں میں اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں حل و فصل کرنے والے محمد ہوں گے۔ اس قرارداد کی تفصیلات اس طرح بیان کرسکتے ہیں۔
- اس تاریخی قرارداد سے دو اہم نکتے ہمارے ذہن میں آتے ہیں جو کسی قوم یا جماعت کے درمیان اتحاد برقرار رکھنے اور یکجہتی پیدا کرنے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

(1) مذہبی آزادی : امت مسلمہ کے درمیان اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے کے لئے اہم ترین چیز مذہبی آزادی ہے خواہ اسلامی فرقوں کے درمیان ہو یا اس سے بھی زیادہ وسیع سطح پر مختلف ادیان کے درمیان ہو کہ جس کا خوبصورت ترین نمونہ پیغمبر اکرم کی سیرت طیبہ میں ہمیں نظر آتا ہے۔ چونکہ ایک دین میں مختلف فکری مذاہب، شریعت کے فکری اور عملی احکام میں علماء کے اجتہادات اور قرآن و سنت سے استنباط کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں کہ جس کی ہم سب اجازت دیتے ہیں، اب اس صورت میں ایک مسلمان کو کامل طور پر یہ اختیار حاصل ہونا چاہئے کہ وہ اپنی مرضی سے ان اسلامی فرقوں اور مذاہب میں سے اپنی نظر میں جو سب سے افضل ہو اور بروز قیامت پروردگار عالم کے حضور میں جواب گو ہو؛ اسی مذہب کی پیروی کرے اور کسی کو یہ حق نہیں ہو گا کہ اسے کسی خاص مذہب کے انتخاب پر برا بھلا کہے یا اس کی مذمت کرے؛ اسی طرح کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسرے شخص کو کسی خاص مذہب کے انتخاب پر مجبور کرے چونکہ مذہب کا انتخاب ایمان اور قلبی اطمینان کے حصول کے ساتھ وابستہ ہے جو صرف اور صرف حجت اور دلیل کے ذریعے حاصل ہوتا ہے۔

اور اسی طرح ہر مذہب کو اپنی آراء و نظریات خواہ عقیدتی میدان میں ہو یا فقہی اور عملی میدان میں؛ پیش کرنے اور اس پر دلیل قائم کرنے کا پورا حق حاصل ہے اور یہ اس وقت تک مطلوب ہے جب تک بے فائدہ جدل و دشمنی اور ایک دوسرے کی اہانت کی سبب نہ بنے۔

(2) قومی انسجام : پہلے بھی عرض کیا کہ وحدت انسانیت اور اسلامیت کی بقاء کا ضامن ہے یہ کسی خاص

قوم یا کسی خاص زمان و مکان تک محدود نہیں بلکہ انسانی معاشرے کی بقاء کے لئے ایک دائمی اصل ہے۔ جس طرح اسلام اور مسلمانوں کی بقاء و تحفظ اور ترقی و تمدن کے لئے اسلامی اتحاد کی ضرورت ہے، اسی طرح کسی قوم و ملک کی بقاء کے لئے اسکی ترقی و تمدن کے لئے بھی اس ملک کے اندر بسنے والے مختلف گروہوں قوموں اور مختلف طبقات اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان قومی اور ملی انسجام و اتحاد شہ رگ کی مانند ہے۔

اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ استعماری اور طاغوتی ایجنڈے اسلامی مالک میں نہ صرف مسلم فرقوں، گروہوں کو آپس میں لڑوانے کے پیچھے ہیں بلکہ مختلف قوموں اور نژادوں کو قومیت اور نژادیت کی بنیاد پر ایک دوسرے سے جدا کر کے ایک دوسرے کے مقابلے میں لانے کی بھرپور کوشش میں ہیں۔

چنانچہ پیغمبر اکرم نے بھی اسی اہم نکتے کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک معاشرتی اور اجتماعی زندگی کی تشکیل اور اسلامی حکومت کی بنیاد رکھنے سے پہلے ہی مدینہ شہر کے رہنے والے مختلف مکاتب فکر سے وابستہ لوگوں کے درمیان قومی اور ملی اتحاد و اتفاق کی قرار داد پاس کی کہ جس عہد نامے میں مسلمانوں اور یہودیوں کو ایک ملت قرار دیا گیا، ان سب کی جان و مال کو محترم شمار کیا گیا اور سب پر مدینہ شہر کے دفاع کی ذمہ داری ڈالی گئی اس طرح مدینہ کی اجتماعی زندگی میں رونق آ گئی اور سب کے حقوق محفوظ ہو گئے۔

۲۔ انصار و مہاجرین کے درمیان اخوت کا معاہدہ

پیغمبر اعظم ے ہجرت کے بعد اتحاد کی راہ میں جو دوسرا قدم اٹھایا وہ مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت اور بھائی چارگی برقرار کرنا تھا۔

چونکہ اسلام سے پہلے دور جاہلیت میں دو بڑے گروہوں میں پیشہ اور نسل کے لحاظ میں تفاوت کے سبب کشمکش پائی جاتی تھی؛ کیونکہ انصار جنوب عرب (یمن) سے ہجرت کر کے آئے تھے اور نسب کے اعتبار سے ان کا تعلق قحطان سے تھا جبکہ مہاجرین شمالی حصے سے آئے تھے اور ان کا تعلق عدنانی نسل سے تھا اور دوسری طرف انصار کا مشغلہ کاشتکاری و باغبانی تھا؛ جبکہ مہاجرین اور اہل مکہ تجارت کرتے تھے اور کاشتکاری کو ایک پست پیشہ سمجھتے تھے؛ اس سے قطع نظر یہ دونوں گروہ الگ ماحول کے پروردہ تھے؛ لیکن اب نور اسلام کی بدولت آپس میں بھائی بھائی ہو گئے تھے (۲)

لیکن ان دونوں گروہوں میں گزشتہ افکار و خیالات اور کلچر کے اثرات ابھی بھی بعض لوگوں کے ذہنوں میں رہ گئے تھے اور ہر لحظہ یہ اندیشہ تھا کہ کہیں قدیمی عصبیت بھڑک نہ اٹھے، اب ان اختلافات کے ہوتے ہوئے ایک عالم گیر الہی حکومت کی بنیاد ڈالنا ناممکن تھا اور مکتب اسلام کو دوسرے مکاتب فکر اور مشرکین کے مقابلے میں مضبوط بنانے کے لئے آپ نے اپنی حکمت با لغہ سے ان کے درمیان (تآخو فی اللہ اخوین) کا نعرہ بلند کر کے اخوت اور بھائی چارگی کا رشتہ برقرار کیا اور ہر مہاجر و انصار میں سے ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا اور علی علیہ السلام کو اپنا بھائی بنا یا اور فرمایا: انت اخی فی الدنیا والآخرۃ... (۳) جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے درمیان اخوت و برادری اور وحدت و یکجہتی کی ایک نئی لہر دوڑ اٹھی ایک دوسرے کے درمیان سالہا سال پرانی دشمنی دوستی اور اخوت میں تبدیل ہو گئی کہ جس کی کوئی نظیر سابقہ امتوں میں نہیں ملتی۔

اتحاد و وحدت کی راہ میں اس جیسے سینکڑوں نمونے آپ کی با برکت زندگی میں دیکھنے میں آتے ہیں اور آپ اپنے آخری دم تک لوگوں کو اتفاق و وحدت کے ساتھ زندگی گزارنے کی دعوت دیتے رہے اور فرمایا کرتے تھے ایہا الناس علکم بالجماعۃ وایاکم والفرقۃ (۴) لوگو! خبردار تفرقہ بازی اور گروہ بندی سے بچو اور ہمیشہ متحد ہو کے رہو، اسی طرح کسی اور مقام پر آپ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کون ایسا عقلمند ہے جو اتحاد اور

انسجام کی ضرورت کا احساس نہ کرے ؟ لیکن اسکے باوجود یہ سننے میں آتا ہے کہ بعض تنگ نظر جاہل و مقدس مآب اور متعصب افراد مختلف اسلامی فرقوں اور گروہوں کے درمیان وحدت برقرار کرنے کو پسند نہیں کرتے اور کھلم کھلا وحدت کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں یقیناً اس کی علت سیرت رسول اعظم سے لا علمی و دوری اور اپنے من گھڑت عقائد و افکار پر اصرار کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے ۔
خدا یا ! ہم سب کو سرور کائنات کی سیرت طیبہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما آمین !

حوالہ جات

- (1)- ابن هشام : السيرة النبوی : ج 2 ص 147-150 مطبع المصطفی الباقي قاہرہ ۔
- (2)- ابن هشام : السيره النبوية ؛ ج 2 ص 150 اور مجلسی : بحار الانوار ج 19 ص۔
- (3)- ابن هشام، ص 130۔: السيره النبوية ؛ ج 2 ص 150 اور عسقلانی : الاصابة؛ ج 2 ص 507 طبع بیروت دار التراث العربی 1328 ق۔ بحار الانوار ج 8: ص 1 ۔
- (4)- محمد تقی ہندی : کنز العمال ؛ ج 1 ص 206 حدیث نمبر 1028۔